میری کال ڈیٹیل ریکارڈس اور
ایک شہری کے راز داری کا حق

ارون جیٹلی

گزشتہ کچھ مہینوں سے، میں اپنے موبائل فون کی نگرانی سے جڑی مختلف خبروں کو کافی قریب سے دیکھ رہا ہوں۔ میری کال ڈیٹیل ریکارڈ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس معاملے میں ہوئی ترقی کی مجھے معلومات فراہم کرانے کے لیے دہلی پولیس کے افسران دو بار مجھ سے مل چکے ہیں۔

حقائق

تین بار دہلی پولیس نے سرکاری طور پر مجھ سے اس موبائل فون کے کال ڈیٹیل ریکارڈس مانگے جسے میں روزانہ استعمال کرتا ہوں۔ یہ ڈیٹیل شمالی ضلع، وسطی ضلع اور دہلی پولیس کی کرائم برانچ کی شاخ نے مانگے تھے۔ سرکاری طور پر کال ڈیٹیل مانگنے کے لیے دی گئی وجہ عجیب وغریب اور بے تکی ہیں۔ لگتا ہے کہ دو الگ الگ موقعوں پر دو بار کال ڈیٹیل ریکارڈس دہلی کے ایک فارم ہاؤس میں ہوئے دوہرے قتل کے معاملے کے لیے منگائے گئے۔ تیسری بار دہلی پولیس کے ہیڈ کانسٹیبل نے ڈیٹیل مانگی اور انھیں اس بنیاد پر کامیابی کے ساتھ حاصل کر لیا کہ وہ ساکیت کورٹ سے لوٹ رہا تھا۔ ایک بے نام ذرائع نے اسے صلاح دی کہ وہ میرے ٹیلی فون نمبر کے کال ڈیٹیل ریکارڈ چیک کرے کیونکہ اس سے جالی کرنسی کے ریکیٹ کے سلسلہ میں کچھ ثبوت مل سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ہی بہانے واضح طور پر فرضی تھے۔ یہاں تک کہ خیالی پلاؤ بھی بنائے جائے تو بھی اس طرح کے جرائم کے سلسلہ میں میرے فون ڈیٹیل سے کوئی ثبوت مہیا نہیں کرائے جا سکتے۔ ان جرائم سے جڑے لوگوں سے میرا نہ تو کوئی تعلق ہے اور نہ ہی ان جرائم سے کسی طرح کا کوئی رشتہ ہے۔

ایک دیگر حادثہ میں، دہلی پولیس نے ایک پرائیویٹ جاسوسی ایجنسی کے اشارے پر کام کر رہے پولیس کے ایک کانسٹیبل کو کچھ ایسے فون کے کال ڈیٹیل ریکارڈ لانے کا کام سونپا جو میرے آس پاس کے لوگ استعمال کر رہے تھے۔ میرے نام کے دو فون دو ڈرائیور استعمال کر رہے تھے جنھیں میں باری باری سے استعمال کرتا تھا اور تیسرا میرا بیٹا استعمال کرتا تھا۔ جب میں اپنی کار یا کسی میٹنگ میں ہوتا تھا، میں اپنے ڈرائیور کے نمبروں پر کال لیتا تھا۔ دہلی پولیس کا دعویٰ ہے کہ ایک سروس پرووائیڈر کے بیدار ورکر نے اس کوشش کو ناکام کر دیا کیونکہ اسے اس کاروبار میں کسی طرح کی گڑبڑی کا شک ہو گیا تھا۔

ان کالس ڈیٹیل پر سرکاری اور غیر قانونی چینلوں کے ذریعہ نومبر دسمبر ۲۰۰۲ء اور جنوری ۲۰۱۳ء میں نظر رکھی جا رہی تھی۔ ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل سطح کے افسران سمیت پولیس کے جونیئر افسران کال ڈیٹیل ریکارڈس تک پہنچ سکتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس مدت کے دوران کوئی میری کال ڈٹیل میں کچھ ثبوت پانے کی ہمت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ ملی جلی کوشش ان فونوں پر کیا جا رہا تھا جن کا میں روزانہ استعمال کرتا تھا اور اس میں ان لوگوں کے فون بھی شامل تھے جو میرے ساتھ رہتے تھے جن کے فو میں کبھی کبھی استعمال کر لیتا تھا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ دہلی پولیس کا ماننا ہے کہ ان سبھی کوششوں کا ایک دوسرے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اور اس میں کوئی دم بھی نہیں ہے کہ ان لوگوں پر نظر رکھنے کی کامیاب اور نا کام کوشش کی گئی جن کے ساتھ مشکل وقت کے دوران میں رابطہ میں تھا۔ دہلی پولیس کی اس وضاحت کو قبول کرنا میرے لیے مشکل ہے کہ وہ اس کے ماسٹر مائنڈ کا پتہ لگانے میں نا کام رہی ہے اور یہ محض ایک اتفاق ہے کہ میری کال ڈیٹیل لیتے وقت ہی مختلف قسم کی سرگرمیاں ہوئیں۔

دہلی پولیس مانتی ہوگی کہ ان حادثوں کا ایک دوسرے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس کام میں کس کا ہاتھ ہے، اس کا پتہ لگانے میں دہلی پولیس کی نا کامی کا قطعی یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی ماسٹر مائنڈ نہیں تھا۔ یا تو ماسٹر مائنڈ کی شناخت کا پتہ لگانے کے لیے کی گئی جانچ پوری طرح سے نا کافی تھی یا دہلی پولیس کو لگ رہا تھا کہ ماسٹر مائنڈ کا نام لیکر وہ پریشانی میں پڑ سکتی ہے۔ میں اب بھی، پوری طرح سے اندازہ لگا سکتا ہوں۔ یہ ایک سرکاری ایجنسی کے ذریعہ آوٹ سورس کی کاروائی ہو سکتی ہے یا ایک پرائیویٹ شرارتی کاروائی۔

اثر

اس ایشو کو اٹھانے کا میرا مقصد کوئی ہمدردی حاصل کرنا نہیں ہے۔ میں نے اس ایشو کو اس لیے اٹھایا کہ کیونکہ مفاد عامہ کے کچھ بڑے سوال اس سے جڑے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے، ہندوستان کے ہر ایک شہری کے پاس رازداری (پرائیویسی) کا حق ہے۔ رازداری کا حق اس کی انفرادی آزادی کا اہم پہلو ہے۔ رازداری کے حق میں مداخلت اس کی ذاتی آزادی میں مداخلت ہے جو غیر ضروری، زیادتی اور غیر مناسب ہے۔ کسی بھی شخص کی کال ڈیٹیل ریکارڈ مختلف قسم کے کاروباری کا بیورو دے سکتی ہے۔ ایک اوسط شہری کے معاملے میں یہ اس کے رشتوں میں پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ ایک پیشہ ور یا ایک تجارت کرنے والے کے معاملے میں اس کے مالی کاروبار پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ایک صحافی کے معاملے میں اس سے اس کے ذرائع کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ایک سیاست داں کے معاملے میں اس سے ان لوگوں کی شناخت ظاہر ہو سکتی ہے جن کے ساتھ اس کی روزانہ بات چیت ہوتی ہے۔ ہر ایک شخص کو اکیلے جینے کا حق ہے۔ ایک اچھے سماج میں ان لوگوں کے لیے کوئی مقام نہیں ہے جو کسی شخص کے ذاتی معاملوں میں تاک جھانک کرتے ہیں۔ کسی کو بھی یہ جاننے کا حق نہیں ہے کہ اس کی اور کس سے بات چیت ہوتی ہے۔ بات چیت کی فطرت، جن لوگوں سے بات چیت ہوئی ان کی پہنچان اور بات چیت کی پرائیویسی کی شدید خلاف ورزی ہے۔ اگر پولیس کا کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل سرکاری طور پر (یہاں تک کہ جھوٹے بہانے سے) یا غیر قانونی طور پر کسی شخص کے (اس معاملے میں پارلیمنٹ میں حزب مخالف کے لیڈر) کی کال ڈیٹیل ریکارڈس تک پہنچ جاتی ہے، اس

شخص کی آزادی خطرے میں پڑ جائے گی۔

پارلیمنٹ کے معاملے میں یہ اضافی سوال اٹھتا ہے۔صحافیوں کی طرح ایک پارلیمنٹ کو بھی مختلف ذرائع سے جانکاری ملتی رہتی ہے۔یہ مفاد عامہ میں ہے کہ ذرائع کی شناخت نہ بتائی جائے۔زیادہ تر گھپلے اندر کے لوگوں نے ہی اجاگر کیے ہیں۔اگر ذرائع کی جانکاری بتادی جائے گی تو ذرائع ختم ہونے اور لوگوں کے حقوق پر اثر پڑنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ایک پارلیمنٹ کے پاس کئی طرح کے اختیارات ہیں۔کسی کو بھی یہ جاننے کا حق نہیں ہے کہ اس سے کس کی بات چیت ہوئی۔اگر اس کے ساتھ جن لوگوں کی بات چیت ہوتی ہے ان کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی کسی پارلیمنٹ کو کوئی جانکاری دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔یہ جنتا کے حق کے لیے نقصان دہ ہوگا۔اگر حزب مخالف لیڈر کے حقوق والے فون کے ریکارڈوں تک اتنی آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے تو یہ سوچ کر کسی کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جائیں کہ ایک عام آدمی کا کیا ہوگا؟

اس حادثہ نے ایک دیگر لیکن جائز خوف کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ہم لوگ آدھار نمبر کے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔سرکار حال ہی میں مختلف قسم کی جیسے شادی کے رجسٹریشن سے لیکر جائداد کے دستاویزوں کے رکھ رکھاؤ تک کی شرط کے طور پر آدھار نمبر کو وجود میں لایا گیا ہے۔کیا جو دوسروں کے معاملے میں دخل کرتے ہیں وہ اس نظام کو توڑ کر بینک کھاتوں اور دیگر اہم تفصیلات تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے؟ اگر ایسا ممکن ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ بہت خراب ہوں گے۔